بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تحیۃ المسجد

تالیف ـ ممتاز احمد عبد اللطیف

ناشر ـ مرکز الاصلاح التعلیمی الخیری ـ اموا مدینۃ الشیخ.شیوھر. بھار ـ ا نڈیا

مقدمہ

إن الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونعوذ بالله من شرور أنفسنا وسيئات أعمالنامن يهده الله فلامضل له ومن يضلل فلا هادي له وأشهد أن لاإله إلاالله وحده لا شریک له ☆ وأشهد أن محمدا عبده ورسوله. وبعد:

دنیا کی موجودہ اقوام ہندو،سکھ، یہود اور نصاریٰ کے نزدیک عبادت کا جو طریقہ رائج ہے، ہر ایک طریقہ کسی نہ کسی طرح شرک کی گندگی سے آلودہ ہے،صرف اسلامی تعلیم کا پاکیزہ چشمہ اس آلودگی سے پاک ہے، چنانچہ ہندوقوم اپنی عبادت گاہ'' مندر'' میں داخل ہوتے ہوئے اس میں رکھے ہوئے بت کا سجدہ کرتی ہے،سکھ قوم پھولوں کا گلدستہ لے کر اپنی عبادت گاہ ''گورودوارہ'' میں داخل ہوتے ہوئے اپنے مذہب کے بانی ''گرونانک'' کے لئے عقیدت کی پیشانی جھکاتی ہے، عیسائی قوم اپنی عبادتگاہ ''گرجا'' میں داخل ہوکر''عیسی'' اور''مریم'' علیہما لسلام کی دیوار پر آویزاں سولی دار تصویر کے آگے اپنے گھٹنے ٹیکتی ہے اور یہود بھی اسی سے ملتی جلتی حرکت اپنی عبادت کے وقت کرتے ہیں.

لیکن اسلام جو ایک فطری مذہب ہے،خدائے واحد کی پیروی کا پیغامبر،کفر وشرک کا خاتم اورطہارت و پاکیزگی کا ضامن ہے،خدا کے گھر میں داخل ہوتے وقت بھی طہارت کے ساتھ ایک خدا کی اطاعت کی تعلیم دیتا ہے،جس کی ابتدا''اللہ اکبر'' سے ہوتی ہے، فقہ کی اصطلاح میں اس کو''تکبیرۂ تحریمہ'' سے تعبیر کرتے ہیں یعنی پہلے کی جملہ حرکات وسکنات کوحرام کرنے والی تکبیر، گویا خدا کا بندہ خدا کا کلمہ پڑھ کر خدا سے ہمکلام ہو جاتا ہے،اس کے مبارک گھر میں داخلہ کی سلامی بجا لاتا ہے، خدا کی تسبیح وتہلیل اور تعظیم وتکبیر کے ذریعے اس کا شکر بجالاتا ہے، نبی ﷺ پر درود وسلام بھیج کر اپنے لئے توبہ واستغفار کرتا ہے، پھر تھوڑے وقفہ کی اس خدائی ہمکلامی کے شرف سے فارغ ہوجاتا ہے، جو حرکات وسکنات اس پر حرام ہو گئے تھے، پھر اس سے آزاد ہو جاتا ہے، اسی خدائی حاضری کو پیارے نبی ﷺ نے اس مختصر جملے میں بیان فرمایا ہے.

''**تحريمها التكبير وتحليلها التسليم**''﴿الترمذی﴾

''اس کی تحریم تکبیر ہے اوراس کی تحلیل تسلیم ہے''

یعنی ایک نمازی اپنی نماز میں''اللہ اکبر'' کے ذریعے داخل ہوکر قبل کی جملہ حرکات وسکنات کو اپنے اوپر حرام کر لیتا ہے،اور''السلام علیکم'' کے ذریعے پھر ان امور سے آزاد ہو جاتا ہے

ایک مسلمان جب خدا کے گھر مسجد میں داخل ہوتا ہے اوراپنے بیٹھنے کے پہلے اس میں دو رکعت نماز پڑھتا ہے اسی کا نام شریعت کی زبان میں ''تحیۃ المسجد'' ہے.

قارئین ! جب آپ موجودہ اقوام کے طریقہائے عبادت کی ابتدا اور اسلامی عبادت کی ابتدا کا موازنہ کریں گے تو یہ حقیقت آپ کے سامنے کھل کر آئیگی کہ ان قوموں کے یہاں عبادت گاہوں میں داخل ہونے کے وقت جن حرکات وسکنات کے ادا کرنے کا رواج ہے ان میں کا ہر ایک طریقہ کسی نہ کسی طرح کفر وشرک کی گندگی سے آلودہ ہے، صرف اسلام ہی کا طریقۂ عبادت اللہ کی وحدانیت سے معمور ہے اور ہر طرح کی گندگی سے پاک ہے.

بہر کیف ! تحیۃ المسجد کی دو رکعت مسجد میں داخل ہونے کے بعد بیٹھنے سے پہلے پڑھنا سنتِ مؤکدہ ہے، نبی ﷺ نے اس کے پڑھنے کا حکم دیا ہے اور خود آپ ﷺ نے اس پر عمل کیا ہے جس کی تفصیل آگے کے مباحث میں آرہی ہے.
آج ہمارا معاشرہ بہت ساری خرابیوں سے آلودہ ہوتا جارہا ہے، کتاب وسنت کی تعلیم سے دور ہوتا جارہا ہے اور بدعت وخرافات کا آماجگاہ بنتا جارہا ہے، ان میں سے ایک اس سنتِ رسول ﷺ کا ترک کرنا بھی ہے، اکثر دیکھا گیا ہے کہ ہمارے بہت سارے مسلمان بھائی مسجد میں داخل ہوتے ہیں اور بغیر ''تحیۃ المسجد'' کی دو رکعت ادا کئے بیٹھ جاتے ہیں.
ہماری سمجھ سے اس کی وجہ دینی معلومات کی کمی ہے، اسی کمی کو دور کرنے کے لئے احادیثِ رسول ﷺ اور عملِ صحابہ رضوان اللہ علیھم اجمعین کی روشنی میں یہ ایک چھوٹا سا رسالہ ترتیب دیا گیا ہے، آپ ﷺ کا ارشاد ہے ''بلغوا عنی ولو آیۃ'' کسی کو میری ایک بات بھی معلوم ہو تو وہ اسے دوسروں تک پہونچادے.

اس فرمانِ نبی ﷺ کی روشنی میں ہر مسلمان بھائی پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ اسے دین کی جو بات بھی معلوم ہو وہ اسے اپنے دوسرے مسلمان بھائی تک پہونچادے، اسی فرض کے تقاضے نے اس رسالے کی ترتیب وتالیف پر آمادہ کیا ہے، اللہ تعالی ہماری اس کوشش کو قبول فرمائے اور تمام مسلمان بھائیوں کو اسے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے. آمین.
اگر اس رسالے کی تالیف وترتیب میں کسی قسم کی بھول چوک ہوئی ہو تو اللہ تعالی ہمیں معاف فرمائے، نیز اپنے علمی بھائیوں سے گزارش ہے کہ اگر ان پر کسی قسم کی چوک ظاہر ہو تو مولف کو اطلاع فرما کر شکریہ کا موقع دیں، تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح کی جاسکے.

آخر میں اپنے قیصر بھائی کا شکریہ ادا نہ کروں تو ناشکری ہوگی، درحقیقت انہی کی ایما اور تقاضے پر یہ کام انجام کو پہنچا ہے. بزرگان محترم ڈاکٹر محفوظ الرحمن اور شیخ محمد سہیل ﴿فاضلانِ مدینہ یونیورسٹی﴾ اسلامک سنٹر دبئ کا بے حد ممنون ہوں جنہوں نے اپنا قیمتی وقت اس رسالے کے مطالعہ پر صَرف فرما کر صحیح مشوروں سے نوازا، نیز کرم فرما شیخ اریا تیل حیدر علی ﴿فاضل مدینہ یونیورسٹی﴾ اسلامک سنٹر دبئ اور ان کے کتب خانۂ عامرہ کا شکر ادا نہ کروں تو ان کی اور ان کے کتب خانہ کی حق تلفی ہوگی، جن کی وسعت قلبی اور جس کی موجودگی نے اس رسالہ کا کام آسان تر کر دیا ہے، خدا ان کے کتب خانہ

کو آباد رکھے اور ان کو دنیا وآخرت میں جزائے خیر دے. آمین.

ممتاز احمد عبد اللطیف

امواں. بہار

21 / اگست 1984ء

احباب وعوام کے بار بار کے تقاضے پر کتاب کا دوسرا اڈیشن قارئین کی خدمت میں بعض اصلاحات کے ساتھ پیش کیا جارہا ہے، امید کہ قارئین پسند فرمائیں گے.

ممتاز احمد عبد اللطیف - اسلامک سینٹر دبئی -

تحیۃ المسجد کا مفہوم

مسجد اس دنیا میں خدا کا گھر ہے، بندوں کی عبادت وریاضت کے لئے ایک اجتماع گاہ ہے، تعلق باللہ، توبہ واستغفار، خشوع وخضوع اور روح ونفس کی طہارت کا مقام ہے، اور جواللہ تعالی کے نزدیک روئے زمین کا ایک پسندیدہ ٹکڑا ہے. **"أحب البلاد إلى الله مساجد ها "﴿مسلم﴾**
مساجد تمام جگہوں میں اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہیں.

ہر چیز کا ایک حق ہے اور مسجد کا حق یہ ہے کہ نماز کے ذریعے اس کو آباد کیا جائے اور اس میں داخل ہونے کے بعد بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز ادا کی جائے، اسی کا نام شریعت کی اصطلاح میں "**تحية المسجد**" ہے یہ دو لفظ تحیہ اور مسجد سے مرکب ہے، تحیہ کا معنی سلامتی اور مبارکبادی ہے، مسجد کی سلامتی اور مبارکبادی یہ ہے کہ نماز کے ذریعے اس کو سلامت اور آباد رکھا جائے اور داخل ہونے کے بعد اس میں تحیۃ المسجد کی دو رکعت ادا کی جائے، مسجد کا معنی سجدہ کرنے کی جگہ ہے اور سجدہ نماز کے تمام افعال میں قربتِ الٰہی کا سب سے اعلیٰ ذریعہ ہے، اس لئے اسی مادہ سے نماز کی ادائیگی کی جگہ "مسجد" مشتق کی گئی تاکہ سجدۂ خدا کی طرح جائے سجدہ بھی تقدس کی بولتی تصویر ہو، جب اس امت کا نبی ﷺ ساری امتوں سارے جہانوں کا نبی ہے اور ان کی امت سارے جہان کے داعی ہیں تو اس مناسبت سے ساری روئے زمیں کو مسجد بنا دی گئی تاکہ نبی ﷺ اور امتی کی طرح ان کی عبادت گاہ بھی ہمہ گیر ہو.

"جعلت لی الأرض مسجدا"﴿البخاری﴾
ساری زمین میرے لئے مسجد بنا دی گئی ہے.

تحیۃ المسجد کا شرعی حکم

☆ اہل ظاہر ﴿امام داؤد اور ان کے اصحاب﴾ امام شوکانی اور امیر صنعانی کے نزدیک تحیۃ المسجد کی دو رکعت پڑھنا مندرجہ ذیل احادیث کی روشنی میں واجب ہے، لیکن امام ابن حزم عدم وجوب کے قائل ہیں. ﴿بدایۃ المجتھد﴾

عن أبی قتادة السلمی رضی الله عنه أن رسول الله ﷺ قال: "إذا دخل أحدكم فی المسجدفلیركع ركعتین قبل أن یجلس"﴿البخاری﴾
ابو قتادہ رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھ لے.

عن جا بر بن عبد الله رضی الله تعالی عنهما قال: " كان لی علی النبی ﷺ دَین فقضا نی وزادنی فد خلت علیه المسجد فقال صلِ ركعتین" ﴿مسلم﴾
جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ پر میرا قرض تھا، آپ ﷺ نے میرا قرض ادا کیا اور ساتھ ہی کچھ زیادہ بھی دیا پھر مسجد میں آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا دو رکعت نماز پڑھ لو.

عن جابر بن عبد الله رضی الله تعالی عنهما قال: جاء السلیک الغطفانی یوم الجمعة ورسول الله قائم علی المنبر فقعد سلیک قبل أن یصلی فقال: " له أصلیت ركعتین؟ فقال لا فقال قم فاركعهما" ﴿مسلم﴾
جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنھما فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ منبر پر کھڑے تھے کہ سلیک غطفانی آئے اور بغیر تحیۃ المسجد کی دو

رکعت پڑھے بیٹھ گئے، آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم نے دو رکعت پڑھ لی؟ انہوں نے کہا نہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا اٹھو! اور دو رکعت پڑھ لو.

طریقۂ استدلال:

مطلق امر کا صیغہ شریعت کی زبان میں وجوب کے لئے استعمال ہوتا ہے، اگر قرینہ صارفہ ہو تو مندوب یا مستحب مراد لیا جاتا ہے، چونکہ مذکورہ احادیث میں امر کا صیغہ استعمال ہوا ہے اور بظاہر کوئی قرینہ صارفہ نہیں ہے اس لئے تحیۃ المسجد کی دو رکعت واجب ہے.

☆ تحیۃ المسجد جمہور علمائے کرام کے نزدیک ذیل کی احادیث کی روشنی میں سنت ہے، ابن حجر عسقلانیؒ نے ائمۂ اہل فتویٰ کا اتفاق نقل کیا ہے کہ مذکورہ بالا احادیث میں امر کا صیغہ استحباب کے لئے ہے اور امام نوویؒ نے اس سلسلے میں امت کا اجماع نقل کیا ہے. ﴿نیل الاوطار ج ۳ ص ۸۳﴾

عن زيد بن أسلم رضى الله عنه قال : "كان أصحاب رسول الله يد خلون المسجد ويخرجون ولا يصلون" ﴿البخارى﴾

زید بن اسلم رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں ہیں کہ صحابۂ کرام مسجد آتے جاتے تھے اور نماز نہیں پڑھتے تھے.

نبی کریم ﷺ کا قول اس آدمی کے بارے میں جو مسجد کے اندر لوگوں کی گردن پھلانگتا تھا: "**إجلس فقد ا ذيتَ**" ﴿**فتح البارى** : ج ا ص ۵۳۷﴾ بیٹھ جاؤ تم نے اذیت پہونچائی، نیز ضمام بن ثعلبہ رضی اللہ تعالی عنہ نے آپ سے سوال کیا کہ خدا نے کون سی اور کتنی نمازیں فرض کی ہیں؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"الصلوات الخمس فقال هل على غير ها قال لا إلاأن تطو ع"

﴿نيل الأوطار: ج ۳ ص ۸۲﴾

پانچ وقت کی نماز فرض کی گئی ہے، پھر سوال کیا کہ کیا اس کے علاوہ بھی میرے اوپر کوئی نماز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اِلا یہ کہ تم نفل نماز ادا کرو. طریقۂ استدلال:

مذکورہ احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ تحیۃ المسجد کی دو رکعت واجب نہیں بلکہ سنت ہے، اگر واجب ہوتی تو صحابۂ کرام کا مسجد میں آنا جانا اور تحیۃ المسجد کی دو رکعت نہ پڑھنا، آپ ﷺ کا گردن پھلانگنے واکے کو بیٹھ جانے کا حکم دینا اور ضمام بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ کو صرف فرض نماز پڑھنے کا حکم دینا کیسے درست ہوتا؟

ان وجوہات کی امام شوکانی اور امام صنعانی نے تردید کی ہے اور تحیۃ المسجد کے واجب ہونے پر کافی زور دیا ہے، اہلِ علم حضرات مزید معلومات اور مسئلے کی تحقیق کے لئے "نیل الأوطار" اور "سبل السلام" کی طرف رجوع فرمائیں.

تحیۃ المسجد خطبۂ جمعہ کے درمیان

تحیۃ المسجد کی ہلکی دو رکعت خطبہ کے درمیان اس شخص کے لئے پڑھنا سنت ہے جو تاخیر سے مسجد میں آئے، ائمہ دین حسن، ابن عیینہ، شافعی، احمد، اسحاق، مکحول، ابوثور، ابن منذر اور محدثین فقہائے کرام رحمھم اللہ کی رائے مندرجہ ذیل احادیث کے پیش نظر یہی ہے. ﴿نیل الاوطار: ج ۳ ص ۳۱۵﴾

عن أبى سعيد الخدرى ر ضى الله تعالى عنه أن رجلاً دخل المسجد يوم الجمعة ورسول الله عليه وسلم

يخطب على المنبرفأ مره أن يصلى ركعتين.﴿ البخارى﴾
ابوسعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی جمعہ کے دن مسجد میں داخل ہوا جب کہ آپ ﷺ منبر پر خطبہ دے رہے تھے تو آپ ﷺ نے اسے دو رکعت نماز پڑھنے کا حکم دیا۔

ترمذی کی روایت میں "فی هيئة بذة" کا اضافہ ہے یعنی بوسیدہ حالت میں مسجد میں داخل ہوا۔
عن جابر بن عبدالله رضى الله تعالى عنه قال جاء سليک الغطفانى يوم الجمعةورسول الله ﷺ قائم على المنبر فقعد سليک قبل أن يصلى فقال له أصليت ركعتين؟ فقال لا فقال قم فاركعهما" ﴿مسلم﴾
جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ جمعہ کے دن نبی کریم ﷺ مسجد میں منبر پر کھڑے خطبہ دے رہے تھے کہ سلیک غطفانی آئے اور تحیۃ المسجد کی دو رکعت پڑھے بغیر بیٹھ گئے آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم نے دو رکعت پڑھ لی ہے؟ انہوں نے عرض کیا نہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا اٹھو اور دو رکعت پڑھ لو!
مسلم کی ایک دوسری روایت میں ہے۔

"إذا جاء أحد كم يوم الجمعةوالإمام يخطب فليركع ركعتين و ليتجوز فيها" ﴿مسلم﴾
جب تم میں سے کوئی جمعہ کے دن اس حالت میں آئے کہ امام خطبہ دے رہا ہو تو دو ہلکی رکعت پڑھ لے۔
امام ترمذی روایت کرتے ہیں کہ

"إن أباسعيد أتى ومروان يخطب فصلهماأرادحرس مروان أن يمنعوه أبى حتى صلّهما ثم قال ماكنت لأ دعها بعدأن سمعت رسول ا لله يأمربهما" ﴿الترمذى﴾
مردان بن حکم خطبہ دے رہے تھے کہ ابوسعید رضی اللہ تعالی عنہ تشریف لائے اور تحیۃ المسجد کی دو رکعت پڑھنی شروع کی، اس پر مروان بن حکم کے باڈی گارڈوں نے روکنے کی جرأت کی لیکن آپ ﷺ نے نماز ادا کی پھر عرض کیا ان دو رکعت کو میں ترک نہیں کرسکتا اس لئے کہ نبی کریم ﷺ کو میں نے اس کے پڑھنے کا حکم دیتے ہوئے سنا ہے۔

نبی کریم ﷺ کا مسبوق کو خطبہ کے درمیان دو رکعت ادا کرنے کا حکم دینا اور ابوسعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ کا حکومتِ وقت کی مخالفت کے باوجود اس سنت کو زندہ کرنا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ خطبہ کے درمیان تحیۃ المسجد کی دو رکعت پڑھنا مسنون ہے۔
ائمۂ دین قاضی شریح، ابنِ سیرین، نخعی، قتادہ، مالک اور ابوحنیفہ رحمھم اللہ کے نزدیک مندرجہ ذیل دلائل کی روشنی میں خطبہ کے درمیان تحیۃ المسجد کی دو رکعت پڑھنا مکروہ ہے۔﴿المغنی ج۲ص۳۱۹﴾

﴿1﴾ قرآن مجید کی یہ آیت

"وإذا قرى القرآن فاستمعوا له" ﴿الأعراف :۲۰۴﴾
اور جب قرآن کی تلاوت کی جائے تو اسے سنو!

﴿2﴾ اور نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان :
إذاقلتَ لصاحبک أنصت والإمام يخطب فقد لغوت﴿البخارى﴾
درمیانِ خطبہ کسی نے اپنے ساتھی کو خاموش رہنے کو کہا تو اس نے لغو کام کیا۔

خطبہ میں قرآن کی تلاوت کی جاتی ہے اور قرآن کی تلاوت کے وقت اس کی سماعت کا حکم مذکورہ آیت میں دیا گیا ہے اس لئے تحیۃ المسجد کی دو رکعت خطبہ کے درمیان پڑھنا درست نہیں، فرمان نبی ﷺ کے اندر خطبہ کے درمیان معمولی بات کی تنبیہ بلکہ امر بالمعروف کا فریضہ انجام دینے سے منع کیا گیا ہے تو تحیۃ المسجد کی دو رکعت کیسے ادا کی جا سکتی ہے؟ جس کی ادائیگی میں کچھ زیادہ ہی وقت لگ جاتا ہے.

﴿3﴾ اسی طرح نبی کریم ﷺ کا حکم اس شخص کے بارے میں جو لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا آگے جارہا تھا ''**إجلس فقد اٰذیت**'' بیٹھ جاؤ تم نے اذیت دی، نبی کریم ﷺ نے بیٹھ جانے کا حکم دیا تحیۃ المسجد کے پڑھنے کا حکم نہیں دیا.

﴿4﴾ اسی طرح ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی یہ روایت:
''**إذا دخل أحدكم المسجد و الإمام على المنبر فلا صلوة و لا كلام حتى يفرغ الإمام**'' ﴿**الطبرانی**﴾
امام منبر پر ہو اور کوئی آدمی مسجد میں داخل ہو تو کوئی نماز اور کسی قسم کی گفتگو اس وقت تک نہ کرے جب تک کے امام خطبہ سے فارغ نہ ہو جائے

.

حقیقت یہ ہے کہ خطبہ کی حالت میں قرآن مجید کی تلاوت ضرور کی جاتی ہے لیکن پورا خطبہ قرآن مجید کی آیتوں پر مشتمل نہیں ہوتا اس لئے قرآن کی اس آیت کو تحیۃ المسجد کی عدم ادائیگی کے لئے بطورِ دلیل پیش کرنا درست نہیں، اور خطبہ کے درمیان کسی سامع کا کسی سامع کو اس کی حرکت پر اسے تنبیہ کرنا ایک لغو کام ہے لیکن یہ امر تحیۃ المسجد کے ادا کرنے کے مانع نہیں کیوں کہ اس کے اندر ایک دوسرے سے بات کرنے سے روکا گیا ہے نہ کے نماز ادا کرنے سے، رہی ابن عمر رضی اللہ تعالی عنھما سے مروی حدیث تو وہ ضعیف ہے، اس کی سند میں ایک راوی ایوب بن نہیک آتے ہیں جن کے بارے میں ابو زرعہ اور حاتم رحمھم اللہ نے منکر الحدیث کہا ہے اور اس طرح کی ضعیف حدیث صحیح حدیث کی معارض نہیں ہوتی جیسا کہ علمائے جرح وتعدیل کے نزدیک یہ بات معروف ہے.

باقی رہا رسول اللہ ﷺ کا یہ قول '' **إجلس فقد اٰذيت**''، تو آپ ﷺ نے خاص حالت میں خاص آدمی کے لئے یہ زجر فرمایا تھا جس کا انطباق عام لوگوں پر کرنا مناسب نہیں.

اسی طرح نبی کریم ﷺ سے خطبہ کے درمیان کسی قسم کی تعلیم دینا اور بچوں سے پیار ومحبت کرنا ثابت ہے.
عن أبى بريدة رضى الله تعالى عنه قال: كان رسول الله ﷺ يخطبنافجاء الحسن والحسين عليهما قميصان أحمران يمشيان ويعتران فنزل رسول الله من المنبر فحملهماووضعهما بين يديه ثم قال صدق الله ورسوله '' إنماأموالكم وأولادكم فتنة '' نظرت هٰذين الصبين يمشيان ويعتران فلم أصبرحتى قطعت حديثى ورفعتهما'' ﴿**البخارى ومسلم**﴾

ابو بریدہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ ہمارے درمیان خطبہ دے رہے تھے کہ حسن اور حسین رضی اللہ تعالی عنھما گرتے پڑتے آگئے، ان کے جسم پر سرخ رنگ کے قمیص پڑے تھے، آپ ﷺ منبر سے اترے اور ان دونوں کو اٹھا کر اپنے سامنے رکھدیا اور فرمایا: خدا اور اس کے رسول نے سچ کہا بے شک تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہارے لیئے آزمائش کا سامان ہیں دیکھو تو ذرا! میں ان دونوں کو گرتے پڑتے دیکھ نہ سکا، صبر کا دامن ہاتھ سے چھوٹ گیا، اپنی بات روک دی اور انہیں اٹھالیا.

وعن أبی رفاعةالعدوی رضی الله تعالی عنه قال : انتهیت إلی رسول الله ﷺ وهو یخطب فقلت یا رسول الله ! رجل غریب یس فأتی بکرسی من خشب قوائمه حدید فقعد علیه وجعل یعلمنی مما علمه الله ثم أتی الخطبة فأتم أخرٰها. ﴿مسلم﴾

ابو رفاعہ عدوی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ خطبہ دیر ہے تھے، میں آپ ﷺ کے قریب گیا اورعرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ ایک اجنبی آدمی اپنے دین کے بارے میں پوچھتا ہے کہ اس کا دین کیا ہے؟ اور وہ اپنے دین کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تو آپ ﷺ میری طرف متوجہ ہوئے، اپنا خطبہ چھوڑااور میرے نزدیک آگئے پھر آپ کے لئے ایک لکڑی کی کرسی لائی گئی جس کے پاؤں لوہے کے بنے تھے، آپ ﷺ اس پر بیٹھ گئے اور مجھے علمِ الٰہی کے ذریعے تعلیم دینے لگے پھر خطبہ کیلئے واپس گئے اوراس کا بقیہ حصہ پورا کیا.

چنانچہ علامہ ابن القیمؒ فرماتے ہیں کہ ضرورت کے وقت خطبہ ترک کرکے اس کی تکمیل کرنا درست ہے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک سائل کے سوال کا جواب دینے اورحسن وحسین رضی اللہ تعالی عنھما کو اٹھانے کے لیئے خطبہ ترک کیا، اسی طرح نبی کریم ﷺ کا مقتضائے وقت کے مطابق یہ ارشادفرمانا: ’’**إجلس یا فلان**‘‘ بیٹھ جاؤ اے شخص! ’’**صل یا فلان**‘‘ نماز پڑھوا ے شخص! کسی شرعی حکم کے لئے دلیل نہیں بلکہ ایک طرح کی انفرادی تعلیم اور خاص فرد کے لئے زجر ہے. ﴿مختصرزادالمعادص۵۰﴾

حاصل یہ کہ نبی کریم ﷺ کا خطبہ کے درمیان گردن پھلانگنے والے کے بارے میں ’’ **إجلس فقد اٰذیت**‘‘ کا جملہ فرمانا مقتضائے حال کے مطابق ایک زجری کلام تھا اس لئے اس کو تحیۃ المسجد کی عدمِ ادائیگی کے لئے بطورِ دلیل پیش کرنا درست نہیں.

مذکورہ مختصر بیان کے بعدامید ہے کہ کسی صاحبِ فکرونظر پر یہ بات
پوشیدہ نہ رہیگی کہ فریقِ اول کی رائے زیادہ قوی اورسنتِ رسول کےقریب تر ہے یعنی مسجد میں دیر سے آنے والے کے لئے خطبہ کے درمیان دوہلکی رکعت پڑھنا سنت ہے، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس کو اپنا دستورالعمل بنالیا جائے، خطبہ شروع ہونے کے بعدمسجد میں آیا جائے، دورکعت تحیۃ المسجد کی پڑھی جائے اورزعم یہ ہو کہ میرا عمل سنت کے مطابق ہے، بلکہ سنت کا طریقہ تو یہ ہے کہ جمعہ کے دن صبح سویرے غسل کیا جائے، استطاعت کے مطابق اچھا کپڑا زیب تن کیا جائے، خوشبو لگائی جائے اور جتنا سویرے ہو سکے خدا کے گھر کا رخ کیا جائے اور اس میں داخل ہونے کے بعد دو رکعت تحیۃ المسجد کی ادا کی جائے، حسبِ استطاعت مزیدنوافل پڑھی جائیں، قرآن مجید کی تلاوت کی جائے، خاص کرسورۂ کہف کی تلاوت کی جائے، کثرت سے اللہ کا ذکرکیا جائے اور جب امام خطبہ کے لئے منبر پرآجائے تو ہرطرح کے ذکرواذکار سے رخ موڑ کرخطبۂ جمعہ سنا جائے.

جمعہ کے دن صبح سویرے طہارت، قضائے حاجت اورغسل وغیرہ سے فارغ ہوکرمسجد جانے کی حدیثوں میں بڑی فضیلت آئی ہے، جمعہ ہفتے کی عید ہے، فرحت وانبساط کا انمول موقع ہے، اور گناہوں کی مغفرت کا بہترین ذریعہ ہے، جس شخص کے دل میں قربتِ الٰہی کے حصول کا نیک جذبہ ہوگا اورآخرت کے لئے توشہ جمع کرنے کا شوق ہوگا وہ یقیناً اللہ تعالی کے دربار میں جلدازجلد حاضر ہونے کی کوشش کریگا. اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے:

’’من اغتسل یوم الجمعةغسل الجنابة ثم راح فکأنما قرب بدنة ومن راح فی الساعة الثانیة فکأنما قرب بقرة ومن راح فی الساعة الثالثة فکأنما قرب کبشا أقرن ومن راح فی الساعة الرابعة فکأنما قرب دجاجة ومن راح فی الساعة الخامسة فکأنما قرب بیضة فإذا خرج الإمام حضرت الملائکة یستمعون الذکر‘‘ ﴿البخاری﴾

جس شخص نے اچھی طرح غسل ﴿غسلِ جنابت کی طرح﴾ کیا پھر سب سے پہلے خدا کے گھر گیا تو گویا اس نے اونٹ قربانی کی ،اس کے بعد جوکوئی مسجد میں دوسرے لمحے آیا گویا اس نے گائے قربانی کرنے کا ثواب حاصل کیا، اس کے بعد جوشخص تیسرے

لمحے آیا اس نے مینڈھا قربانی کرنے کا اجر حاصل کیا، اس کے بعد جو کوئی چوتھے لمحے آیا گویا اس نے راہِ الٰہی میں مرغی قربانی کی، اور جو شخص پانچویں لمحے آیا گویا اس نے انڈا قربانی کرنے کا ثواب حاصل کیا لیکن جب امام خطبہ کے لئے آگئے تو فرشتے بھی ذکرِ الٰہی سننے لگے.

اور عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

" إن الناس يجلسون يوم القيامة على قدر تراحهم إلى الجهات الأول ثم الثانى ثم الثالث ثم الرابع أو كماقال ﴿إبن ماجه﴾

قیامت کے دن لوگ جمعہ کی حاضری کی ترتیب سے بیٹھیں گے یعنی سب سے پہلے جمعہ کے دن مسجد میں حاضر ہونے والے پھر دوسرے نمبر، تیسرے نمبر، اور چوتھے نمبر پر مسجد میں حاضر ہونے والے یا جیسا کہ آپ نے ارشاد فرمایا.

تحیۃ المسجد ممنوعہ اوقات میں

فجر اور عصر کے بعد، طلوعِ آفتاب، غروبِ آفتاب اور زوال کے وقت بغیر کسی وجہ کے کسی قسم کی نماز پڑھنا مکروہ ہے، اس بات پر امت کا اجماع ہے جیسا کہ امام نوویؒ نے تحریر کیا ہے، لیکن ان مذکورہ پانچ اوقات میں کسی سبب اور وجہ کی بنا پر نماز پڑھنے میں امت کا اختلاف ہے جیسے تحیۃ المسجد، سجدۂ تلاوت، سجدۂ شکر، صلاۃِ کسوف وخسوف، عیدین کی نماز، جمعہ کی نماز اور فوت شدہ نمازیں، اس سلسلے میں امامانِ دین کے درمیان دو اہم خیالات پائے جاتے ہیں.

﴿1﴾ پہلا خیال یا رائے امام ابوحنیفہؒ اور علمائے کرام کی ایک جماعت کا ہے کہ ان اوقات میں نماز پڑھنا مکروہ ہے بلکہ درست نہیں ہے اور وہ نہیِ عموم کی اِن عام حدیثوں سے استدلال کرتے ہیں.

عن ابن عباس رضى الله تعالى عنه قال: " أن النبى ﷺ نهى عن الصلاة بعد الصبح حتٰى تشرق الشمس وبعد العصر حتٰى تغرب الشمس" ﴿البخارى﴾

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے نمازِ صبح کے بعد طلوعِ آفتاب تک اور نمازِ عصر کے بعد غروبِ آفتاب تک نماز پڑھنے سے منع فرمایا.

عن ابى سعيد الخدرى رضى الله عنه قال: رسول ﷺ "لا صلوٰة بعد الصّبح حتى تر تفع الشمس، ولا صلوٰة بعدالعصر حتى تغرب الشمس. ﴿البخارى﴾

ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا فجر کے بعد بلندئ سورج تک اور عصر کے بعد غروبِ آفتاب تک کسی قسم کی نماز نہیں ہے.

عن ابن عمر رضى الله تعالى عنه قال: قال رسول ﷺ "إذا بدأحاجب الشمس فأخروا الصّلوٰة حتى تبرز وإذاغاب حاجب الشمس فأخروا الصلاة حتى تغيب" ﴿مسلم﴾

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب سورج کی ٹکیہ نکلنا شروع ہو تو اچھی طرح نکلنے کے بعد نماز پڑھو! اسی طرح جب سورج غائب ہونے لگے تو اچھی طرح غائب ہونے کے بعد نماز پڑھو!

عن عقبه بن عامر رضى الله تعالى عنه قال: ثلاث ساعات كان رسول الله ينهانا أن نصلّى فيهن أونقبر فيها موتانا حين تطلع الشمس بازغة حتى تر تفع وحين يقوم قائم الظهيرة حتى تميل وحين تتضيف الشمس للغروب حتى تغرب" ﴿مسلم﴾

عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ تین اوقات میں نبی کریم ﷺ ہمیں نماز پڑھنے اور مردے دفنانے سے روکتے تھے.

﴿1﴾طلوعِ آفتاب کے وقت یہاں تک کہ وہ کافی بلندی پہ آجائے.

﴿2﴾زوالِ آفتاب کے وقت یہاں تک کہ زوال کا وقت ختم ہو جائے.

﴿3﴾سورج کے آغازِ زردی سے لے کر غروبِ کامل تک.

عن عمر وبن عبسةرضی الله تعالی عنه قال قلت یا رسول الله أخبرنی عن الصّلاة قال:"صل صلاة الصّبح ثم أقصر عن الصلاة حین تطلع الشمس حتی ترتفع فإنهاتطلع بین قرنی شیطان وحینئذ یسجدلها الکفارثم صل فإن الصلاة محضورة مشهودة حتی یستضل الظل بالر مح ثم أقصرعن الصلوٰة فإنه حینئذٍ تسجرجهنّم فإذاأقبل الفئی فصلِ فإن الصلاة مشهودة محضورة حتی تصلی العصر ثم أقصرعن الصلاة حتی تغرب الشمس فإنها تغرب بین قرنی شیطان وحینئذ یسجد لهاالکفار" ﴿مسلم﴾

عمر وبن عبسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے کہا اے اللہ کے رسول نماز کے بارے میں کچھ بتلائیے،آپ ﷺ نے فرمایا صبح کی نماز پڑھ کر طلوعِ آفتاب کی بلندی تک نماز پڑھنے سے باز رہو، کیونکہ آفتاب شیطان کے دو سینگوں کے درمیان سے نکلتا ہے،طلوع اور غروبِ آفتاب کے وقت کفار اس کی پرستش کرتے ہیں،﴿شیطان اپنا رخ سورج کی طرف کرتا ہے تا کہ اسکی پرستش ہو سکے﴾ پھر زوالِ آفتاب تک نماز پڑھو کیونکہ فرشتے حاضر وناظر ہوتے ہیں، پھر عین زوال کے وقت نماز پڑھنے سے رک جاؤ! کیوں کہ اس وقت جہنم کی آگ جوش مارتی ہے، پھر زوالِ آفتاب سے لیکر عصر تک نماز پڑھو اس لئے کہ فرشتے حاضر وناظر ہوتے ہیں، پھر غروبِ آفتاب تک نماز مت پڑھو کیونکہ سورج شیطان کے دوسینگوں کے درمیاب سے ڈوبتا ہے، نیز اس وقت کفار سورج کی عبادت کرتے ہیں.

﴿2﴾ دوسری رائے امام شافعیؒ اور ائمہؒ دین کی ایک عظیم اکثریت کی ہے، کیوں کہ مذکورہ بالا احادیث خاص اوقات میں نماز پڑھنے کی نفی کرتی ہیں،اس لئے اس حکم کا انطباق عام ذو اسباب نماز جیسے تحیۃ المسجد،اور جنازہ کی نماز وغیرہ پرنہں کیا جاسکتا، کیونکہ خود نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ان ممنوعہ اوقات میں ذو اسباب نماز ادا کی ہیں، ذیل میں اس قبیل کی بعض احادیث اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بعض آثار نقل کئے جاتے ہیں،تا کہ مسئلے کی وضاحت ہو سکے.﴿فتح الباری:ج ۲ ص ۵۹﴾

عن أبی هریرة رضی الله تعالی عنه قال: قال رسول ﷺ: " إذا أدرک أحدکم سجدة من صلاة العصر قبل أن تغیب الشمس فلیتم صلوٰته وإذا أدرک سجدة من صلاة الصبح قبل أن تطلع الشمس فلیتم صلوٰته"﴿البخاری و مسلم﴾

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: آفتاب کے پہلے تم میں سے کوئی اگر نمازِ عصر کا ایک سجدہ پالے تو اپنی نماز مکمل کرے اور اسی طرح اگر نمازِ فجر کا ایک سجدہ طلوع آفتاب کے پہلے پالے تو اپنی نماز پوری کرے.

"من نام عن صلاة أو نسیها فلیصلها إذا ذکرها"﴿بخاری ومسلم﴾

جو شخص سو گیا یا نماز پڑھنا بھول گیا تو اسے جب یاد آئے پڑھ لے.

عن أم سلمة رضى الله تعالى عنه صلى النبیﷺ بعد العصر ركعتين وقال شغلنى نا س من عبدالقيس عن الركعتين بعدالظهر.﴿البخارى﴾

ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریمﷺ نے عصر کے بعد دو رکعت نماز پڑھی پھر ارشاد فرمایا: عبدالقیس کے وفد نے ظہر کی دو رکعت پڑھنے سے باز رکھا.

عن عائشة رضى الله تعالى عنها قالت ركعتان لم يكن رسول الله يد عها سرّاً ولاعلاينة ركعتان قبل صلوٰة الصبح وركعتان بعد العصر" ﴿البخارى﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنھا فرماتی ہیں کہ رسول اللہﷺ صبح کی نماز کے پہلے دو رکعت اور عصر کی نماز کے بعد دو رکعت نہیں چھوڑتے تھے.

عن ابن عمر قال: أصلى كما رأيت أصحابى يصلون لا أنهى أحدا يصلى بليل ولا نهار ماشاء غير أن لاتحروا طلوع الشمس ولا غروبها.﴿البخارى﴾

ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی روایت ہے کہ میں اپنے ساتھیوں کی طرح نماز پڑھتا ہوں رات دن میں کسی وقت کسی کو نماز پڑھنے سے نہین روکتا غروبِ آفتاب اور طلوعِ آفتاب کی تلاش نہیں کرتا.

عن أنس بن مالک رضى الله تعالى عنه قال: قال: رسول الله إذا أنزل منزلا لم يرتحل حتى يصلى الظهر فقال له رجل وإن كان بنصف النهار؟ قال وإن كان بنصف النهار.﴿أبو داؤد﴾

انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہﷺ جب کسی جگہ پڑاؤ ڈالتے تھے تو بغیر ظہر کی نماز ادا کئے اس جگہ سے کوچ نہیں کرتے تھے، ایک آدمی نے آپﷺ ﴿راوی حدیث حضرت انس﴾ سے پوچھا کیا دو پہر کے وقت بھی؟ تو انہوں نے کہا گرچہ دو پہر کا وقت ہوتا.

طلوعِ آفتاب اور غروبِ آفتاب کے وقت فجر اور عصر کی بقیہ رکعتوں کا ادا کرنا، ظہر کی نماز زوال کے وقت پڑھنا، بھولنے اور سونے والے کا جس وقت یاد آجائے یا بیدار ہوجائے اسی وقت نماز پڑھنا خواہ ممنوعہ اوقات ہی میں ہو، خود نبی کریمﷺ کا عصر کے بعد ظہر کی دو رکعت سنت کی قضا کرنا بلکہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنھا کی روایت کی رو سے اس پر مداومت برتنا اور ابن عمر رضی اللہ تعالی عنھما کی روایت کے مطابق صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنھم کا ہر وقت نماز پڑھنا، یہ جملہ افعال کم از کم ممنوعہ اوقات میں ذو اسباب نمازوں کے پڑھنے کا ثبوت فراہم کرتے ہیں.

شیخ الاِسلام ابن تیمیہؒ کی بھی یہی رائے ہے، امام موصوف نے علمی اور فقہی انداز میں جس طرح اس مسئلے کی گرہ کشائی کی ہے، اسے پڑھ کر عقل حیران رہ جاتی ہے، قارئین کے استفادہ کے لئے ذیل میں اس کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے.
تمام ذو اسباب نمازیں تحیۃ المسجد، سجدۂ شکر، صلاۃِ کسوف وخسوف، صلاۃِ جنازہ وغیرہ ممنوعہ اوقات یعنی عصر اور فجر کے بعد، زوال اور آفتاب کے طلوع وغروب کے وقت پڑھنا جائز ہے اور ائمۂ کرام کی دو رائیوں میں یہی رائے مندرجہ ذیل دلائل و اسباب کی بنا پر راجح اور درست ہے.

☆ تحیۃ المسجد کی دو رکعت کا پڑھنا بخاری اور مسلم کی روایت سے ثابت ہے، نبی کریمﷺ نے فرمایا جب کوئی آدمی مسجد میں داخل

ہوتو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت تحیۃ المسجد کی ادا کر لے،اور ابوقتادہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریمﷺ صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہ کے درمیان مسجد میں تشریف فرماتھے کہ میں داخل ہوا اور بیٹھ گیا،آپﷺ نے فرمایا: بیٹھنے سے پہلے تحیۃ المسجد کی دو رکعت پڑھنے سے کون سی چیز مانع ہوئی؟ میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسولﷺ !میں نے آپﷺ کو اور آپ ﷺ کے اصحاب کو بیٹھے ہوئے دیکھا تو بیٹھ گیا، اس پر آپﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص مسجد میں داخل ہو تو بغیر تحیۃ المسجد کی دو رکعت پڑھے نہ بیٹھے.

مذکورہ احادیث میں بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھنے کا عام حکم ہے، اور بغیر پڑھے ہوئے بیٹھنے کی عام نہی ہے،اور یہ نہی تمام اوقات کو حاوی ہے، اس کے مقابلے میں کوئی ایسی حدیث موجود نہیں جو اس نہیِ عام کو خاص کرے اور نہ اس کے خاص کرنے پر امت کا اجماع ہے،سب جانتے ہیں کہ ممنوعہ اوقات میں نماز پڑھنے کی جو نہی وارد ہوئی ہے وہ عام نہیں ہے بلکہ خاص ہے، لہٰذا عام کو خاص پر ترجیح حاصل ہوگی.

☆ بخاری اور مسلم کی روایت ہے کہ ایک شخص خطبہ کے درمیان مسجد میں داخل ہوا آپﷺ نے فرمایا :تم نے دو رکعت پڑھ لی ،اس نے عرض کیا نہیں تو آپﷺ نے فرمایا: دو رکعت پڑھ لو!اور مسلم کی روایت میں ہے کہ آپﷺ نے فرمایا : جمعہ کے دن خطبہ کی حالت میں کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو ہلکی سی دو رکعت پڑھ کر بیٹھے،اس حدیث کو تمام فقہائے حدیث امام شافعیؒ ، اسحاق ؒ ، ابوثورؒ اور ابن منذرؒ وغیرھم نے بلا خوف قبول کیا ہے، اور سلف کی عظیم اکثریت جیسے مکحولؒ اور حسنؒ وغیرہ نے اسے روایت کی ہے.

علمائے کرام کی ایک عظیم جماعت قاضی شریح ،نخعی ، ابن سیرین، ابوحنیفہ، مالک ، لیث اور ثوری رحمھم اللہ کو اس حدیث کی اطلاع نہ ہوسکی، اور انہوں نے خطبہ کی حالت میں تحیۃ المسجد کی دو رکعت پڑھنے سے منع فرمایا.

درحقیقت ان علمائے کرام کی ممنوعہ اوقات میں عدمِ صلاۃ والی حدیث پر یہ ایک قیاس ہے یعنی نبی کریمﷺ نے طلوعِ آفتاب ،زوالِ آفتاب اور غروبِ آفتاب نیز عصر و فجر کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا تو خطبہ کی حالت میں بدرجۂ اولیٰ کسی قسم کی نماز پڑھنی ممنوع قرار پائی، کیونکہ خطبہ کی حالت میں کسی قسم کے شغل سے منع فرمایا گیا ہے، حتی کے اپنے بھائی کی کسی بے ہودہ حرکت پر بھی اس کو چپ رہنے کی تلقین کرنا ایک لغو حرکت ہے ظاہر ہے حدیثِ رسول کے ہوتے ہوئے کسی قیاس پر عمل کرنا درست نہیں.

''ترکت فیکم أمرین لن تضلوا ما تمسکتم بھما کتاب اللہ وسنة رسولہ'' ﴿مؤطا﴾
آپﷺ نے فرمایا: دو مبارک امر تمہارے درمیان چھوڑے جا رہا ہوں ،
ہرگز گمراہ نہ ہوگے جب تک ان دونوں امر کتاب اللہ اور سنتِ رسول کو مضبوطی سے پکڑے رہوگے.

اور ایک دوسرے موقع پر آپﷺ نے ارشاد فرمایا:
''فعلیکم بسنتی وسنة خلفائی الراشدین المھدیین تمسکوا وعضوا علیھا بالنواجذ'' ﴿أبوداؤد والترمذی﴾
میری اور میرے خلفائے راشدین مہدیینکی سنت پر عمل کرنا ،اسے مضبوطی سے پکڑنا بلکہ دانتوں سے پکڑنا تم سب پر لازم ہے.
یقیناً کتاب اللہ اور سنتِ رسول کا صافی چشمہ ہی رشد وہدایت کا ضامن ہے.
☆ ممنوعہ اوقات میں بعض نمازوں کا پڑھنا نبی کریمﷺ کے فعل وحکم سے ثابت ہے جیسے فجر کی دو رکعت ،طواف کی دو رکعت اور عصر کے بعد ظہر کی دو رکعت سنت کی قضا.

اس بیان سے یہ امر کھل کر سامنے آتا ہے کہ ممنوعہ اوقات میں نماز پڑھنے کی دوصورت ہیں، ایک یہ کہ ان اوقات میں نماز پڑھنی بالکل درست نہیں جیسے بلا وجہ فرض یا نفل نماز پڑھی جائے.دوسرے یہ کہ کسی معقول وجہ سے فرض یا نفل ادا کی جائے جیسے فوت شدہ نمازاورتحیۃ المسجد کی دو رکعت وغیرہ،اس طرح کی ذواسباب نمازوں کا ممنوعہ اوقات میں پڑھنا جائز ہی نہیں بلکہ سنت ہے کیونکہ اگر کوئی شخص مسجد میں داخل ہوتا ہے اور بغیر تحیۃ المسجد پڑھے بیٹھ جاتا ہے تو گویا وہ اس کے اجروثواب سے محروم رہا،اسی طرح ممنوعہ اوقات میں سورج گرہن ہوا اگر نفی عام کی احادیث کے مطابق گرہن کی نماز نہ پڑھی جائے تو اس سنت کی ادائیگی سے آدمی محروم ہوگا.

☆ حدیث میں ممنوعہ اوقات میں نماز نہ پڑھنے کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ سورج شیطان کے دوسینگوں کے درمیان سے طلوع ہوتا ہے یعنی ان اوقات میں کفار سورج کی عبادت کرتے ہین،شیطان اپنا رخ ان اوقات میں اس کی طرف کر دیتا ہے تا کہ اس کی پرستش ہو سکے گویا ان اوقات میں نماز پڑھنے کی ممانعت ذرائع شرک کے سدّ باب کے لئے ہے اور ذواسباب نمازیں ان اوقات میں ایک اہم راجح مصلحت کی وجہ سے پڑھی جاتی ہیں، نبی کریم ﷺ کے حکم کی عین پیروی کی خاطر ادا کی جاتی ہیں،اور ایک نمازی ان نمازوں کو اسباب و وجوہات کی بنا پر ادا کرتا ہے مطلقاً ادا نہیں کرتا کہ کفار کی عبادت اور شرک سے مشابہ ہوجائے.

☆ بخاری کی روایت سے ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عصر کے بعد ظہر کی دو رکعت سنت کی قضا کی جو ممنوعہ وقت میں پڑھی گئی ،یہ قضا نماز دوسرے وقت بھی پڑھی جا سکتی تھی اس سے ثابت ہوتا ہے کی ذواسباب نماز جیسے تحیۃ المسجد اور نمازِ گرہن وغیرہ کا ان ممنوعہ اوقات میں پڑھنا درست ہے، کیونکہ ان نمازوں کی ادا کا وقت دخولِ مسجد اور سورج گرہن ہے، جب قضا نماز ممنوعہ وقت میں پڑھی جاسکتی ہے تو ادا نماز کے پڑھنے میں کیا مضائقہ؟

تحیۃ المسجد خانۂ کعبہ میں

خانۂ کعبہ کی تحیۃ المسجد اس کا طواف ہے، نبی کریم ﷺ نے مسجدِ حرام میں داخل ہونے کے بعد بیت اللہ کا رخ کیا اور طواف کرنا شروع کر دیا کیوں کہ تحیۃ المسجد تو بیٹھنے والوں کے لئے مشروع ہے ، لہذا ! جو شخص مسجد حرام میں داخل ہو اور طواف کے پہلے تھکاوٹ یا کسی وجہ سے بیٹھنا چاہے تو بیٹھنے کے پہلے تحیۃ المسجد کی دو رکعت اللہ کے رسول ﷺ کے عام حکم کی پیروی کرتے ہوئے ادا کرلے ، اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ بارش کی وجہ سے عید کی نماز مسجد میں ادا کی لیکن تحیۃ المسجد نہیں پڑھی ، اس کی وجہ یہ تھی کہ مسجد میں داخل ہونے کے بعد فورا آپ ﷺ نے بغیر بیٹھے عید کی نماز شروع کر دی ، اورتحیۃ المسجد مسجد میں داخل ہوکر بیٹھنے والوں کے لئے مشروع ہے.﴿مختصر زاد المعاد:ص:۱۰۲﴾

اب سوال یہ ہے کہ کیا عام مساجد کی طرح خانۂ کعبہ میں بھی ممنوعہ اوقات میں تحیۃ المسجد کی دو رکعت پڑھی جا سکتی ہے؟ اس سلسلے میں ائمۂ دین کے درمیان اختلاف ہے،ان میں سے دو اہم رائے کا ذکر دلائل کے ساتھ ذیل میں کیا جاتا ہے .

﴿1﴾ پہلی رائے امام ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ کی ہے کہ ممنوعہ اوقات میں عام مساجد کی طرح خانۂ کعبہ میں بھی تحیۃ المسجد کی دو رکعت پڑھنی مکروہ ہے اور ان کے دلائل وہی نفی عام کی مذکورہ احادیث ہیں جن کا مدلل بیان ’’ممنوعہ اوقات میں تحیۃ المسجد‘‘ کے تحت ہو چکا ہے.

﴿2﴾ دوسری رائے عبداللہ بن عمر ، عبداللہ بن زبیر ، عبداللہ بن عباس حسن ، حسین رضی اللہ عنھم ، طاؤس ، مجاھد ، قاسم بن محمد عطا ، ابو ثور اور امام شافعی رحمھم اللہ کی ہے کہ ممنوعہ اوقات میں تحیۃ المسجد کی دو رکعت پڑھنی سنت ہے جو ذیل کی احادیث و آثار سے

استدلال کرتے ہیں۔

عن جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالی عنہ قال: أن رسول اللہﷺ قال: یا بنی عبد مناف لاتمنعوا أحدا طاف بھذاالبیت وصلی فی أیّ ساعۃ شاء من لیل ونھار.﴿أبو داؤود والترمذی﴾

جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسولﷺ نے ارشاد فرمایا: اے بنو عبدِ مناف اس بیت اللہ کے طواف سے کسی کو مت روکو اور رات دن میں جس وقت بھی نماز ادا کرنا چاہے کرنے دو!

عن أبی ذر الغفاری رضی اللہ تعالی عنہ قال: سمعت رسول اللہ یقول: لا صلاۃ بعد الصبح حتی تطلع الشمس ولا بعد العصر حتی تغرب الشمس إلا بمکۃ إلا بمکۃ .﴿مسند أحمد﴾

ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسولﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ فجر کی نماز کے بعد سے طلوعِ آفتاب تک اور عصر کی نماز کے بعد سے غروبِ آفتاب تک کسی قسم کی نماز نہیں ہے سوائے مکہ میں سوائے مکہ میں۔

ابن شیبہ نے اپنی کتاب ''مصنف'' میں اس سلسلے کے چند آثار لائے ہیں جن کو ذیل میں نقل کیا جاتا ہے تاکہ مسئلے کی مزید وضاحت ہو سکے۔

عن عطاء قال: رأیت ابن عمر طاف بالبیت بعد الفجر وصلی رکعتین قبل طلوع الشمس.

عطا کا بیان ہے کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما کو فجر کے بعد بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے پھر طلوعِ آفتاب سے پہلے دو رکعت پڑھتے ہوئے دیکھا۔

عن عطاء قال: رأیت ابن عمر وابن عباس رضی اللہ تعالی عنھماطافابعد العصر وصلیا.

عطا فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما نے عصر کے بعد بیت اللہ کا طواف کیا پھر نماز پڑھی۔

عن لیث عن أبی سعید الخدری رضی اللہ تعالی عنہ أنہ رأی الحسن والحسین رضی اللہ تعالی عنھما قدما مکۃ فطافا بالبیت بعد العصر وصلیا.

لیث سے روایت ہے کہ ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حسن اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنھما کو مکہ آتے ہوئے، عصر کے بعد طواف کرتے ہوئے اور پھر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔

عن الولید بن جمیع عن أبی الطفیل رضی اللہ تعالی عنہ أنہ کان یطوف بعد العصر ویصلی حتی تصفار الشمس.

ولید بن جمیع روایت کرتے ہیں کہ ابوطفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ عصر کے بعد طواف کرتے تھے اور سورج کے زرد ہونے تک نماز پڑھتے تھے۔

وعن عطاء قال:رأیت ابن عمر وابن زبیر رضی اللہ تعالی عنھما طافا بالبیت قبل صلاۃ الفجر ثم صلیا رکعتین قبل طلوع الشمس.

عطا بیان کرتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنھما کو نمازِ صبح کے پہلے بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے پھر طلوعِ آفتاب کے پہلے دو رکعت پڑھتے ہوئے دیکھا۔

نبی کریمﷺ کا بنو عبدِ مناف کو بیت اللہ میں کسی وقت کسی فرد کو طواف کرنے اور نماز پڑھنے سے نہ روکنے کا حکم دینا، صحابۂ کرام عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنھم کا اس سنت پر عمل کرنا واضح دلیل ہے کہ بیت اللہ

میں ہر وقت طواف کرنا اور نماز پڑھنا درست ہے ۔

خانۂ کعبہ جو اللہ تعالی کی عبادت کے لئے بنایا گیا وہ لوگوں کی عقیدت کا مرجع شروع ہی سے رہا ہے، دنیا کے گوشے گوشے سے اس کی زیارت، اس میں خدائے واحد کی عبادت اور اپنی روح کی پاکیزگی اور نفس کی طہارت کے لئے لوگ آتے رہتے ہیں، ہر وقت آنے جانے والوں کا تانتا بندھا رہتا ہے، اگر کسی وقت بھی اس کے طواف اور اس میں نماز پڑھنے سے روکا جائے تو وقتی طور پر اس مقامِ مقدس کے زائرین اور عابدین کے مقاصدِ حسنہ کو ٹھیس پہونچے گی ۔
لہذا ! بیت اللہ کا ہر وقت طواف کرنا، مسجدِ حرام میں ہر وقت نماز پڑھنا جائز ہی نہیں بلکہ سنت ہے، شیخ الإسلام ابن تیمیہؒ نے اسی رائے کو ترجیح دی ہے چنانچہ لکھتے ہیں :
'' جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالی عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بنو عبد مناف کو اس بات سے روک دیا تھا کہ وہ کسی فرد کو کسی وقت بھی بیت اللہ شریف میں نماز پڑھنے اور طواف کرنے سے روکیں '' اس حدیث کو ابو داؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے نیز ترمذی نے اسے روایت کر کے اس کی تصحیح فرمائی ہے، امام شافعیؒ امام احمدؒ اور ابو ثورؒ نے عصر اور فجر کے بعد طواف کرنے اور نماز پڑھنے کے لئے مذکورہ حدیث کو بطورِ دلیل پیش کی ہے، عبداللہ بن زبیر اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنھم نیز دیگر صحابۂ کرام اور تابعین عظام سے بھی اس قسم کی روایات منقول ہیں ۔

لہذا طواف کی دو رکعت ممنوعہ اوقات میں پڑھنا مندرجہ ذیل وجوہات کی بنا پر درست ہے

☆ فرمانِ نبی ﷺ '' **لا تمنعوا أحدا طاف بهذا البيت وصلى أىّ ساعة شاء من ليل و نهار** '' یعنی رات اور دن میں کسی وقت بھی بیت اللہ میں نماز پڑھنے اور طواف کرنے سے کسی کو مت روکو!
نبی کریم ﷺ کا یہ حکم عام ہے جو تمام اوقات کو شامل ہے، پھر کوئی یہ کہنے کی کیسے جرأت کرے کہ ممنوعہ اوقات میں طواف کی دو رکعت پڑھنا درست نہیں ۔

☆ نبی کریم ﷺ کے اس مذکورہ حکم کو نہ کوئی نص اور نہ اجماعِ امت خاص کرتی ہے، اس کے برعکس ممنوعہ اوقات میں نماز پڑھنے والی احادیث نصِ نبوی اور اجماعِ امت سے خاص ہے، اور یہ عام قاعدہ ہے کہ حکمِ عام حکمِ خاص سے راجح ہوتا ہے ۔

☆ بیت اللہ کا طواف ابراہیم علیہ السلام کے زمانے سے ہوتا آرہا ہے، اور اسی زمانے سے اس مبارک گھر کے ارد گرد نماز ادا کی جا رہی ہے، خود رسول اللہ ﷺ اور آپکے جانثار ساتھی ہجرت کے پہلے اس گھر کا طواف کیا کرتے تھے، اس کے ارد گرد نماز پڑھتے تھے، جب مکہ فتح ہوا، نصرتِ خداوندی نے نبی کریم ﷺ کی قدم بوسی کی اور لوگ جوق در جوق حلقہ بگوشِ اسلام ہونے لگے اور بکثرت اس گھر کا طواف کیا جانے لگا اور اس کے ارد گرد نماز پڑھی جانے لگی. اگر طواف کی دو رکعت ممنوعہ اوقات میں پڑھنی درست نہ ہوتی تو نبی کریمؐ عام مسلمانوں کی ضرورت کا خیال کرتے ہوئے اس سلسلے میں کوئی عام حکم ارشاد فرماتے اور صحابۂ کرام، تابعین، اور تبع تابعین سے یہ روایت منقول ہوکر ہم تک پہونچتی لیکن واقعہ اس کے خلاف ہے، کسی ایک مسلمان نے بھی آج تک یہ بات نہیں کہی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ممنوعہ اوقات میں طواف کی دو رکعت پڑھنے سے منع فرمایا بلکہ صبح وشام طواف کرنا زیادہ آسان ہے اور بکثرت لوگ کرتے بھی ہیں ۔

☆ سدِ ذرائع کے لئے شریعت میں جو چیز ممنوع قرار دی گئی ہے وہی چیز راجح مصلحت کی خاطر جائز بھی قرار دی گئی ہے جیسے عورتوں کو غیر محرم کا دیکھنا شریعت میں حرام ہے جو سدِ ذریعہ یعنی مبادیاتِ زنا پھر اس فحش میں واقع ہونے کے ڈر سے ممنوع قرار

دیا گیا ہے لیکن راجح مصلحت کی خاطر یعنی شادی کا پیغام دیتے وقت ایک پیغامبر نکاح کیلئے جائز ہے بلکہ مستحب ہے کہ وہ اپنے ہونے والی رفیقۂ حیات کا دیدار کرلے تاکہ مستقبل کی ازدواجی زندگی میں کسی قسم کی پیچیدگی واقع نہ ہو.

اسی طرح طلوعِ آفتاب اورغروبِ آفتاب کے وقت شرک سے محفوظ رہنے کے لئے نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے کیوں کہ ان اوقات میں کفار شرک اور کفر کا بازار گرم کرتے ہیں، اپنے معبودانِ باطل کی پرستش کرتے ہیں، شیطان اپنا روئے منحوس آفتاب کی طرف ان اوقات میں کردیتا ہے تاکہ اس کی پرستش ہوسکے، لیکن راجح مصلحت کی خاطر ان اوقات میں نماز پڑھنی درست ہے جیسے اگر سورج یا چاند کو ان ہی ممنوعہ اوقات میں گرہن لگ جائے تو صلاۃِ کسوف وخسوف ان ہی اوقات میں ادا کرنی ہوگی کیوں کہ اس کی ادا کا وہی وقت شریعت نے مقرر کیا ہے، اسی طرح تحیۃ المسجد کی دو رکعت مسجد میں داخل ہوتے ہوئے ادا کرنی شریعت نے مقرر کی ہے، لہذا اس نماز کے ادا کا وقت دخولِ مسجد ہے، یہی راجح مصلحت ہے جس کو سدِّ ذریعہ کے حکم پر فوقیت حاصل ہے.

﴿فتاوی ابن تیمیہ. ج ۲۳ ص ۱۸۴۔۱۸۷﴾

مذکورہ بیان سے یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ طواف کی دو رکعت طلوعِ آفتاب زوالِ آفتاب، غروبِ آفتاب، عصر اور فجر کے بعد ان پانچ ممنوعہ اوقات میں پڑھنی درست ہی نہیں بلکہ سنت ہے.

تحیۃ المسجد اِقامت کے درمیان

اس بات پر علمائے کرام کا اتفاق ہے کہ فرض نماز کی اقامت کے بعد تحیۃ المسجد کی دو رکعت ادا کرنی خلافِ سنت ہے، کیوں کہ اس سلسلے میں نبی کریم ﷺ کے واضح ارشادات موجود ہیں:

عن أبی هريرة رضی الله تعالى عنه قال: أن النبی ﷺ قال:" إذا أقيمت الصلاة فلا صلاة إلا المكتوبة "﴿مسلم﴾

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا جب فرض نماز کے لئے اقامت کہی جانے لگے تو اس کے علاوہ کوئی دوسری نماز نہیں ہے.

ایک دوسری روایت میں " فلاصلاة إلاالتی أقيمت" کا جملہ آیا ہے یعنی جس نماز کے لئے اقامت کہی گئی ہے اس نماز کے علاوہ کوئی دوسری نماز نہیں ہے.

عبداللہ بن سرجس رضی اللہ تعالی عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ صبح کی نماز پڑھا رہے تھے کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہوکر فجر کی دو رکعت سنت پڑھنے لگا پھر آپکے ساتھ جماعت میں شامل ہوگیا، سلام پھیرنے کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا:

"یا فلان بأیّ الصلاتین إعددت بصلاتک وحدک أم بصلاتک معنی"﴿مسلم﴾

اے شخص تم نے دونوں نمازوں میں سے کس نماز کو شمار کیا آیا اپنی تنہا پڑھی ہوئی نماز کو یا میرے ساتھ پڑھی ہوئی نماز کو.

عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما اپنا واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نماز پڑھ رہا تھا کہ اسی بیچ موذن نے اقامت کہنی شروع کردی تو آپ ﷺ نے مجھے جھنجھوڑتے ہوئے فرمایا: **"أتصلي الصبح أربعا"** کیا تم صبح کی چار رکعت پڑھتے ہو **﴿البيهقي﴾**

ابوموسی اشعری رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی کو صبح کی دو رکعت اس وقت پڑھتے ہوئے دیکھا جب کہ موذن نے اقامت کہنی شروع کردی تھی تو آپ ﷺ نے اس کے موڈھے پر مارتے ہوئے فرمایا: **" ألا كان هذا قبل هذا"** کیا یہ نماز اس سے پہلے پڑھنی نہیں تھی؟ **﴿الطبرانی﴾**

مذکورہ احادیث سے یہ بات ثابت ہوجاتی ہے کہ اقامت کے بعد فرض نماز کے علاوہ کوئی دوسری نماز نہیں پڑھنی چاہئے، یہی وجہ ہے کہ فقہائے اسلام نے تحیۃ المسجد کے عام حکم سے اقامت کے بعد فرض نماز کی ادائیگی کو خاص کیا ہے. ﴿نیل الأوطار. ج۳ص:۸۴﴾

لہذا! اگر اقامت ہوتی ہو یا ہوچکی ہو اور اس حالت میں کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو وہ بغیر تحیۃ المسجد کی دو رکعت پڑھے جماعت میں شامل ہوجائے یہی سنت کا طریقہ ہے جو شخص اس کے خلاف کرتا ہے گویا وہ سنت رسول کا تارک ہے، لیکن اقامت کے درمیان فجر کی دو رکعت سنت پڑھنے کے سلسلے میں فقہائے اسلام کا شدید اختلاف ہے، اس سلسلے میں امام شوکانی نے اپنی کتاب ''نیل الأوطار'' میں نو اقوال درج کئے ہیں، یہ موضوع الگ ایک مستقل رسالے کا متقاضی ہے.

بہرصورت! اس سلسلے میں راجح اور درست قول یہی ہے کہ خواہ تحیۃ المسجد کی دو رکعت ہو یا نمازِ صبح کی دو رکعت سنت ہو اقامت کے بعد نہیں پڑھنی چاہئے کیوں کہ فرمانِ نبیﷺ " **إذا أقيمت الصلاة فلا صلاة إلا المكتوبة** " کے اندر فرض نماز کے علاوہ جملہ نمازوں کی نفی کی گئی ہے، شیخ الإسلام ابن تیمیہؒ نے بھی اسی رائے کو ترجیح دی ہے.

﴿فتاوی ابن تیمیہ.ج۲۳ص۲۶۴﴾

تحیۃ المسجد سفر سے واپسی کے بعد

درحقیقت سفر سے واپسی کے بعد کی نماز ''تحیہ المسجد'' نہیں بلکہ ''نمازِ قدوم'' ہے، لیکن اس کے ذریعے تحیۃ المسجد کی غرض وغایت اور اس کے مقاصد پورے ہوتے ہیں، سفر جو کبھی نمونۂ سقر تھا، اب اگر چہ نئی ایجاد نے اسے نمونۂ ظفر بنا دیا ہے، پھر بھی سفر سفر ہے، سچ ہے ''السفر کالسقر'' دراصل اسی سفر سے نجات یابی کے بعد خدا کے حضور حاضر ہوکر شکرانہ کی دو رکعت پڑھی جاتی ہیں.

نبی کریمﷺ کی عادتِ مبارکہ تھی کہ جب بھی کسی سفر سے واپس آتے تو پہلے خانۂ خدا میں حاضر ہوکر قدوم سفر کی دو رکعت پڑھتے.

عن جابر بن عبدالله رضى الله تعالى عنه قال كنت مع النبى ﷺ فى سفر فلمّا قد منا المدينة قال لى أدخل فصل ركعتين ﴿البخارى﴾

جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریمﷺ کے ساتھ کسی سفر میں تھا، جب آپﷺ کے ہمراہ مدینہ منورہ واپس آیا تو آپﷺ نے مجھ سے کہا پہلے مسجد جا کر دو رکعت پڑھ لو!

عن كعب بن مالک رضى الله تعالى عنه قال أن النبى ﷺ كان إذا قدم من سفر ضحىً دخل المسجد فصلّى ركعتين، قبل أن يجلس''﴿البخارى﴾

کعب بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریمﷺ جب کسی سفر سے چاشت کے وقت تشریف لاتے تو مسجد میں داخل ہوکر بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھتے.

عن ابن شهاب قال أن النبى ﷺ لا يقدم من سفر إلافى الضحىٰ فيبدأالمسجد فيصلى فيه ركعتين ويقعد. ﴿مسند أحمد﴾

ابن شہاب رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریمﷺ چاشت کے وقت ہی سفر سے واپس آتے، پہلے مسجد جاکر دو رکعت پڑھتے پھر بیٹھتے.

عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنهما أن رسولﷺ حین أقبل من حجته دخل المدینة فأناخ علی باب مسجده ثم دخل فرکع فیه رکعتین ثم إنصرف إلی بیته ''﴿أبوداؤد﴾

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما فرماتے ہیں کہ جس وقت رسولِ خدا حجۃالوداع کے بعد مدینہ تشریف لائے تو اپنی اونٹنی کو مسجد کے دروازے پر بیٹھا کر مسجد مین داخل ہوئے اور دو رکعت نماز پڑھی پھر اپنے گھر کا رخ فرمایا.

مشہور تابعی حضرت نافع کا بیان ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے.﴿ابوداؤد﴾

مذکورہ احادیث سے قدومِ سفر کی دو رکعت پڑھنے کا ثبوت فراہم ہوتا ہے، جس کا پڑھنا سنتِ رسولﷺ ہے اور اس سے تحیۃ المسجد کی غرض وغایت بھی پوری ہوتی ہے.

اللهم ارزقني التوفيق بطاعتک و طاعة رسولک محمدﷺ

مراجع

﴿1﴾ قرآن مجید ﴿2﴾ البخاری ﴿3﴾ مسلم ﴿4﴾ أبوداؤد ﴿5﴾ الترمذی ﴿6﴾ النسائی.
﴿7﴾ إبن ماجه ﴿8﴾ مؤطاإمام مالک ﴿9﴾ مسندأحمد ﴿10﴾ المستدرک للحاکم ﴿11﴾ البیهقی
﴿12﴾ الطبرانی ﴿13﴾ فتح الباری مجلد ۱-۲ ﴿14﴾نیل الأوطارمجلد. ۳ ﴿15﴾سبل السلام مجلد . ۱
﴿16﴾ فتاوی إبن تیمیه مجلد. ۲۳ ﴿17﴾ المغنی لإبن قدامه مجلد. ۲ ﴿18﴾ بدایه المجتهد مجلد . ۱
﴿19﴾مختصر زاد المعادللشیخ محمد بن عبد الوهابؒ

مؤلف چند سطور میں

﴿۱﴾ **ولادت:** ۸رجون ۱۹۵۹ء بمقام اموا مدینۃ الشیخ. پراہی. شیوہر. بہار. انڈیا

﴿۲﴾ **تعلیم:** ☆ درجۂ فضیلت. دارالعلوم احمدیہ سلفیہ. دربھنگہ. ۱۹۷۵ء ☆ فاضل ادب فارسی. ادارہ تحقیقات عربی فارسی. پٹنہ. ۱۹۷۷ء ☆ فاضل ادب عربی. ادارۂ تحقیقات عربی وفارسی. پٹنہ. ۱۹۷۸ء ☆ متخرج محمد بن سعود. اسلامک یونیورسٹی. ریاض سعودیہ. ۱۹۸۳ء

﴿۳﴾ **دعوتی خدمات:** ☆ مرشد اسلامی. اسلامک سینٹر. دبی. متحدہ عرب امارات ۱۹۸۴ء تاحال

☆ مسؤل قسم الجالیات. اسلامک سینٹر. دبی. متحدہ عرب. امارات.

☆ بانی ونگراں. مرکز الإصلاح التعلیمی الخیری. اموا. بہار. انڈیا.

﴿۴﴾ **تالیفی خدمات:** ☆ تحیۃ المسجد ☆ تعلیم نسواں ☆ اسلامی عقیدہ ☆ محبت کی حقیقت ☆ جشن میلاد کی حقیقت.
☆ رفیق کارواں ☆ تعدد زوجات ☆ الحرکۃ الہدامۃ. ﴿القادیانیۃ﴾ ☆ اسلام کا تعلیمی، تربیتی اور تدریسی نظام ☆ العینی ومنهجه فی کتابه عمدة القاری ☆ النصیریة بین الحدیث والقدیم.
☆ ترجمة الأعمش وآثاره العلمیة.